تنظیمِ وقت کا اسلامی تصور اور اہمیت: عصر حاضر میں وقت شناسی اور تنظیم وقت کے مسائل اور اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ان کا حل (ایک تحقیقی جائزہ)

The Significance of Time and Time Management in Islamic Perspective: Exploring Solutions to Contemporary Issues of Time Awareness and Time Organization in the Light of Islamic Teachings (A Research Review)

Dr. Abdur Rahim
Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Govt. P.G Jahanzeb College Swat.
Email: abdurrahimswati75@gmail.com

Dr. Arsala Khan
Head Department of Islamic Studies, Govt. P.G Jahanzeb College Swat.
Email: arsalaswat@yahoo.com

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
Time is a great and valuable blessing of Allah SWT. As Islam order to value all other blessings of the Almighty Allah and to be thankful for His great blessings, it also advises to value the time and to be very cautious about its wasting. Islam presents a comprehensive concept of time, and highlights its importance as a precious resource and a religious obligation. Islam has laid great emphasis on efficient use of time, punctuality and its management and has presented very comprehensive, clear and unambiguous teachings to the world in this regard. Furthermore, Islam especially reprimands Muslims for neglecting punctuality and time management and has excellent guidance on the factors that contribute to such tendencies.
Using Islamic teachings as a guiding framework, this research article attempts to suggest practical solutions to enhance time awareness and time management skills within the Muslim community in particular and humanity in general.
The purpose of this research paper is to encourage individuals to recognize the importance of time and implement effective time management techniques in their day to day life, through a comprehensive analysis of Islamic teachings and contemporary challenges.
Keywords: *Time Management, Abundant, Comprehensive, contemporary, Unambiguous, Punctuality, Encourage.*

تعارف: وقت اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں ایک عظیم نعمت ہے اور یہ انسان کے پاس سب سے نفیس ترین اور سب سے قیمتی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں وقت کو بطور ایک ایسے جوہر کے عطا فرمایا ہے کہ جس کے ذریعے ہم اپنی زندگی کو منظم اور بہترین بنا سکتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو وقت کی قدر کرنے اور انھیں وقت کی پابندی کرنے کا حکم دیا ہے اور جو مختصر عرصہ حیات ہمیں میسر ہے اس میں اعمال صالحہ کے ذریعے اپنے دین و دنیا کو سنوار سکتے ہیں۔ انسان اپنی عمل اور کوشش سے جو کچھ بھی حاصل کرنا چاہتا ہے اس کی کامیابی کا راز وقت کی درست استعمال میں پوشیدہ ہیں۔ تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ قوموں کے عروج وزوال میں وقت کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ جو قومیں اپنی زندگی

کی شام و سحر کو وقت کا پابند کر لیتی ہیں، کامیابی ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ اس کے برعکس وہ افراد اور قومیں جو اپنا وقت برباد کر دیتے ہیں کامیابی کی راہ میں دنیا سے کافی پیچھے رہ جاتے ہیں۔ جو افراد و قومیں وقت کو ایک بیکار چیز سمجھ کر یوں ہی گنواتی رہتی ہیں، وقت انہیں ذلت اور ناکامی کی تاریکیوں میں ایسا دھکیل دیتا ہے کہ دور دور تک کھوجنے سے بھی ان کا نام و نشاں نہیں ملتا پھر وہ غلامی کی زندگی گزارنے پر مجبور ہو جاتی ہیں، وقت کا ضیاع ان کے ہاتھ میں کشکول گدائی تھما دیتا ہے۔ ہم بحیثیت قوم اپنا وقت برباد کر لے تو تنزلی اور بربادی ہمارا مقدر بن جاتی ہیں اور بحیثیت فرد اپنے وقت کو برباد کرے، اپنے فراغت کے، صحت کے لمحوں کو قیمتی نہ جانے اور ان کو اچھے مصرف میں استعمال نہ کرے تو پھر ہم بحیثیت فرد قوم سے پیچھے رہ جاتے ہیں۔ غرض دنیا میں وقت سے قیمتی کوئی شے نہیں، انسان ترقی کی راہوں پر وقت کی قدر کئے بغیر گامزن نہیں ہو سکتا۔ جب انسان دنیا میں وقت کو غنیمت جان کر رضائے الٰہی کے حصول میں لگ جاتا ہے تو وہ جنت جیسی ابدی نعمتوں کا مستحق بن جاتا ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا أَسْلَفْتُمْ فِي الْأَيَّامِ الْخَالِيَةِ" ([1]) "(ان سے کہا جائے گا) خوب لطف اندوزی کے ساتھ کھاؤ اور پیو، ان اعمال کے بدلے جو تم گزشتہ زندگی میں آگے بھیج چکے تھے۔" ([2])

اور یہی انسان جب وقت کو فضول اور بیکار چیزوں میں ضائع کر دیتا ہے تو جہنم کا ایندھن بن کے رہ جاتا ہے۔" ارشاد ربانی ہے، "أَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَاءَكُمُ النَّذِيرُ فَذُوقُوا فَمَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ نَصِيرٍ ([3])" کیا ہم نے تمہیں اتنی عمر نہیں دی تھی کہ اس میں جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا، وہ سوچ سکتا تھا، اور پھر تمہارے پاس ڈر سنانے والا بھی آ چکا تھا پس اب عذاب کا مزا چکھو، سو ظالموں کے لئے کوئی مددگار نہ ہوگا۔" یہی وہ بنیادی فلسفہ ہے جس کی وجہ سے اسلام میں وقت کی اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے، اسے ضائع کرنے کے ہر پہلو کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔

شریعت کے احکام پر بھی اگر غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے ہر عمل اور ہر حکم ایک معین مدت کے اندر اندر ادا کرنے کی پابندی لگائی ہے۔ جیسے ہر نماز کی ادائیگی ایک معین وقت کی پابند ہے، اگر وہ وقت گزر جائے تو اس وقت کی نماز کی قضا تو ہو سکتی ہے لیکن اس قضا کو ادا نہیں کہا جا سکتا، روزے کے لئے بھی سال بھر میں ایک خاص مہینہ مقرر کیا گیا ہے، اگر اس مخصوص ماہ میں اس فریضہ کو ادا نہیں کیا گیا بعد میں پوری زندگی کے روزوں سے اس کی تلافی ممکن نہیں، زکوۃ کو دیکھ لیجئے، ایک معین مدت گزر جانے کے بعد اس فریضہ کی ادائیگی واجب ہو جاتی ہے، اسی طرح حج کی ادائیگی کے لئے بھی مخصوص ایام مقرر ہے، ان دنوں کے علاوہ اگر کوئی سال بھر میدان عرفات میں وقوف کرتا رہے تو اس کو حج نہیں کہا جا سکتا۔ اسی طرح شریعت کے دیگر احکام بھی وقت کے نظم و ضبط کے ایک مخصوص نظام کے پابند ہیں، اس میں ایک طرف جہاں فریضہ کے بروقت ادائیگی مطلوب ہے وہاں وقت اور اس میں نظم و ضبط کی اہمیت بتانا بھی مقصود ہے۔ وقت سے متعلق انسانی تاریخ میں کئی طرح کے نظریات اور تصورات پائے جاتے ہیں۔ وقت کو اگر مذہبی نقطۂ نظر سے دیکھا جائے تو تو دنیا کے تمام مذاہب چاہے وہ الہامی ہوں یا غیر الہامی سب میں وقت کو انتہائی اہمیت کا حامل قرار دیا گیا ہے۔ ہندومت میں وقت کی اہمیت کو پال چکر یا اشوک چکر کی صورت میں واضح کر کے اسے زندگی کے ایک دائرے سے تشبیہ دیا گیا ہے جو ہمیشہ گھومتا رہتا ہے۔ یہودیت اور مسیحیت میں وقت کی اہمیت کو عبادات اور مذہبی رسومات کے ساتھ جوڑ کر یہ تعلیم دی گئی ہے کہ وقت کی پابندی اور اس کی قدر کرنا ایک لازمی اور اہم امر ہے۔ چناں چہ تورات میں ہے کہ: "بنی اسرائیل مقررہ وقت پر عید فسح منائیں۔ اسی ماہ کی چودھویں تاریخ کے شام کے وقت تم اسے مقررہ وقت پر اس کے تما قوانین و ضوابط کے مطابق منانا۔" ([4])

یہودیت اور مسیحیت کی تعلیمات میں وقت کی اہمیت اور وقت کی پابندی کو اجاگر کرتے ہوئے یہاں تک حکم دیا گیا ہے کہ جو لوگ مذہبی رسومات اور عبادات میں وقت کی پابندی نہیں کرتے وہ قصوروار ہیں اور سزا کے مستحق ہیں۔ چنانچہ ایک اور مقام پر عہد نامۂ قدیم میں ہے کہ: "لیکن کوئی بھی آدمی جو فسح کی تقریب منانے کا اہل ہو تو اسے فسح کو صحیح وقت پر منانا چاہئے۔ اگر وہ پاک ہے اور سفر پر نہیں ہے تب اس کو کوئی معافی نہیں۔ اگر وہ آدمی جان بوجھ کر فسح کی تقریب کو صحیح وقت پر نہیں مناتا تو اس کو اس کے لوگوں سے الگ کر دیا جائے گا۔ وہ قصوروار ہے اور اسے سزا دینی چاہئے۔ کیونکہ اُس نے خداوند کو تحفہ مقررہ وقت پر پیش نہیں کیا۔"([5]) دنیا کے دیگر مذاہب کی طرح اسلام نے بھی وقت کا تذکرہ ماضی، ضال اور مستقبل تینوں صورتوں میں کیا ہے اور وقت کی بھرپور رعایت کی ہے۔ اسلام نے وقت کی اہمیت، اس کی تنظیم اور وقت کی قدر و قیمت سے متعلق جو ہمہ گیر، ہمہ جہت اور جامع تعلیمات پیش کی ہیں، دنیا کے کسی اور دھرم یا مذہب میں اس کی مثال نہیں ملتی۔

وقت کا مفہوم:

قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور شریعت اسلامیہ کے دیگر مصادر میں وقت کے لئے متعدد مقامات میں مختلف اور کثیر الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً وقت کے لیے "الدهر، الحين، الآن، اليوم، الاجل" اور دیگر کئی الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ اسکے علاوہ اردو کی طرح عربی زبان میں بھی وقت کی اصطلاح مستعمل ہے اور اس کے معانی یوں ذکر کیے گئے ہیں کہ: "(الوقت) مقدار من الزمان قدر لأمر ما (ج) أوقات" ([6]) "وقت زمانے کا وہ مقدار ہے جو کسی کام کے لیے تخمینہ (اندازہ) کیا جائے اور اس کی جمع اوقات ہیں." "مفردات الفاظ القرآن میں امام راغب الاصفہانی نے وقت کی تعریف یوں کی ہے کہ: "الوقت: نهاية الزمان المفروض للعمل، ولهذا لا يكاد يقال إلا مقدرا نحو قولهم: وقت كذا: جعلت له وقتا. قال تعالى: إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا" ([7]) "الوقت: کسی کام کے لیے مقررہ زمانہ کی آکری حد کو کہتے ہیں۔ اس لیے یہ لفظ معین عرصہ کے لیے استعمال ہوتا ہے جیسے: وَقَّتُّ کذا یعنی میں نے اس کے لیے اتنا عرصہ مقرر کیا اور وہ چیز جس کے لیے وقت متعین کیا جائے مؤقت کہلاتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: إن الصلاة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا یعنی بے شک نماز کا مومنوں پر اوقات مقررہ میں ادا کرنا فرض ہے".

عربی زبان میں وقت کے لیے "الساعۃ" کا لفظ بھی مستعمل ہے اور اسکا مطلب بھی زمانے کا ایک مخصوص حصّہ ہوتا اگرچہ یہ قلیل کیوں نہ ہو۔ نیز عربی میں اس سے قیامت کی گھڑی بھی مراد لی گئی ہے۔ علمائے لغت نے لفظ "الساعۃ" سے وقت اور قیامت دونوں مراد لیا ہے چناں چہ مشہور عربی لغت المعجم الوسیط میں ہے کہ: "الساعة: جزء من أجزاء الزمان، ويعبر به عن القيامة " ([8]) "الساعۃ زمانے کے اجزاء میں سے ایک جزو کو کہتے ہیں اور اس کے ذریعے قیامت کی بھی تعبیر کی جاتی ہے". قرآن کریم میں اگرچہ "الساعۃ" کا لفظ وقت اور گھڑی کے لئے استعمال ہوا ہے لیکن اس لمحے یا گھڑی سے مراد کوئی معمولی گھڑی یا لمحہ نہیں بلکہ اس سے مراد قیامت کی وہ مخصوص گھڑی اور ساعت ہے جو لوگوں پر بہت گراں گزرے گی۔ مختصراً یہ کہ اسلامی نصوص شرعیہ میں وقت ایک وسیع مفہوم کا حامل لفظ ہے اور اس لفظ کی یہ وسعت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وقت یہ ایک انتہائی اہم اور عظیم نعمت خداوندی ہے۔

وقت کی اہمیت قرآن کی روشنی میں:

قرآن کریم میں وقت کا تذکرہ اللہ تعالیٰ کی ایک عظیم نعمت کے طور پر کیا گیا ہے اور انسان کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جہاں تم پر اللہ تعالیٰ نے دیگر بے شمار انعامات کیے ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک نعمت وقت کی صورت میں بھی کی ہے اس لیے اس نعمت کی قدر کرو اور اسے

ضائع کر کے اس کی ناشکری نہ کرو۔ سورت ابراہیم میں اللہ تعالیٰ نے اس نعمت کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے:"وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلشَّمۡسَ وَٱلۡقَمَرَ دَآئِبَيۡنِۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ ۝٣٣ وَءَاتَىٰكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلۡتُمُوهُۚ وَإِن تَعُدُّواْ نِعۡمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحۡصُوهَآۗ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَظَلُومٞ كَفَّارٞ ۝٣٤ "([9])"اور اس نے تمھاری خاطر سورج اور چاند کو اس طرح کام پر لگایا کہ وہ مسلسل سفر میں ہیں۔ اور تمھاری خاطر رات اور دن کو بھی کام پر لگایا اور تم نے جو کچھ مانگا، اس نے اس میں سے (جو تمھارے لیے مناسب تھا) تمھیں دیا۔ اور اگر تم اللہ کینعمتوں کو شمار کرنے لگو تو شمار (بھی) نہیں کر سکتے۔ حقیت یہ ہے کہ انسان بہت بے انصاف، بڑا ناشکرا ہے۔"زمانہ دنوں اور راتوں سے مل کر بنا ہے اور اس آیت میں انھیں اللہ تعالیٰ کی نعمت و احسان کے طور پر ذکر فرمایا گیا ہے۔ صرف قرآن کریم ہی نہیں بلکہ احادیث مبارکہ میں بھی وقت کو اللہ تعالیٰ کی نعمت قرار دیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اس عظیم نعمت کی قدر کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے صحت اور فراغت کو اللہ کی نعمتیں قرار دی ہیں اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اکثر لوگ ان دونوں نعمتوں کے بارے میں غفلت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:" نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ، وَالْفَرَاغُ" ([10])

قرآن کریم میں اہمیت وقت بذریعہ قسم:

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر زمانے اور وقت پر قسموں کے تذکرے موجود ہیں۔ یہاں تک کہ قرآن کریم کی بعض سورتوں کی ابتداء وقت یا زمانے کے ساتھ قسم اٹھانے سے کی گئی ہے جس سے وقت کی اہمیت اجاگر کرنا مقصود ہے جیسا کہ "سورۃ العصر" میں وقت یا زمانے کی قسم اٹھائی گئی ہے۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَٱلۡعَصۡرِ ۝١ إِنَّ ٱلۡإِنسَٰنَ لَفِي خُسۡرٍ ۝٢ "([11]) "قسم ہے زمانے کی۔ انسان در حقیقت بڑے گھاٹے میں ہے"۔ اس کے علاوہ قرآن کریم میں اور بھی متعدد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات کی قسم کھائی ہے اور قسم کسی معمولی چیز کی نہیں اٹھائی جاتی بلکہ ہمیشہ لوگ ایسی چیزوں کی قسم اٹھاتے ہیں جو ان کے نزدیک اہمیت اور عظمت کا حامل ہو۔ قرآن کریم میں بھی کہیں صبح کی، تو کہیں ضحیٰ کی، اور کہیں وقت عصر کی، تو کہیں زمانے کی قسم کا تذکرہ کیا گیا ہے جس سے وقت کی اہمیت کا خوب اندازہ لگایا جا سکتا ہے کیونکہ اللہ رب العزت قسم اٹھانے کی ضرورت پیش نہیں آتی بلکہ ان قسموں سے مقصد ان کی اہمیت واضح کرنا ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ وقتِ فجر اور عشرہ ذوالحجہ کی قسم کھا کے فرماتا ہے:"وَٱلۡفَجۡرِ ۝١ وَلَيَالٍ عَشۡرٖ ۝٢ " (12)۔"قسم ہے فجر کی وقت کی، اور دس راتوں کی"۔ اسی طرح رات اور دن کی قسم کھا کر ارشاد ہے: "وَٱلَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰ ۝١ وَٱلنَّهَارِ إِذَا تَجَلَّىٰ ۝٢ " ([13])"قسم ہے رات کی جب وہ چھا جائے اور دن کی جب اس کا اجالا پھیل جائے" اسی طرح چاشت کے وقت اور رات کی قسم کا تذکرہ بھی قرآن کریم میں کیا گیا ہے چناں چہ رب کائنات کا ارشاد ہے:"وَٱلضُّحَىٰ ۝١ وَٱلَّيۡلِ إِذَا سَجَىٰ ۝٢ " ([14])"(اے پیغمبر!) قسم ہے چڑھتے دن کی روشنی کی، اور رات کی جب اس کا اندھیرا بیٹھ جائے۔"

وقت اور زمانے کا سورۃ الشمس اور چاند کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے اور رات و دن اور وقت اپنے وجود میں چاند اور سورج کے گردش کا محتاج ہے اس لیے قرآن کریم میں وقت کی اہمیت اور افادیت کو سمجھانے کی غرض سے سورج اور چاند کی قسمیں بھی اٹھائی گئی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد رخداوندی ہے:"وَٱلشَّمۡسِ وَضُحَىٰهَا ۝١ وَٱلۡقَمَرِ إِذَا تَلَىٰهَا ۝٢ وَٱلنَّهَارِ إِذَا جَلَّىٰهَا ۝٣ وَٱلَّيۡلِ إِذَا يَغۡشَىٰهَا"

﴿٤﴾ [15]"قسم ہے سورج کی اور اس کی پھیلی ہوئی روشنی کی، اور چاند کی جب سورج کے پیچھے پیچھے آئے، اور دن کی جب وہ سورج کا جلوہ دکھائے، اور رات کی جب اس پر چھا کر اس کو چھپا لے۔"

قرآن کریم نے وقت کی قدر اور وقت شناسی کو کچھ اس پیرائے میں بھی سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ انسان کو وقت کے بارے میں غور و فکر کرنے، وقت کی اہمیت کو سمجھنے کی تاکید فرمائی ہے اور جو لوگ وقت کو سمجھنے، وقت کی قدر کرنے اور اسے فائدے کے کاموں میں صرف کرنے کی کوشش کرتے ہیں قرآن کریم نے انھیں شکر گزار بندے قرار دیئے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:"وَهُوَ ٱلَّذِي جَعَلَ ٱلَّيۡلَ وَٱلنَّهَارَ خِلۡفَةٗ لِّمَنۡ أَرَادَ أَن يَذَّكَّرَ أَوۡ أَرَادَ شُكُورٗا ﴿٦٢﴾ " [16]"اور اللہ وہ ذات ہے جس نے رات دن ایک دوسرے کے پیچھے آنے جانے والے بنائے اس شخص کے سمجھنے کے لئے جو سمجھنا چاہے یا شکر کرنا چاہے۔"

مذکورہ بالا آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے مختلف اوقات کی قسم کھائی ہے۔ دن کی قسم، رات کی قسم، چاشت کے وقت کی قسم صبح کی قسم اور زمانہ کی قسم۔ یہ قسمیں وقت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہیں کیونکہ اللہ ہمیشہ غیر معمولی شے کی قسم کھاتا ہے۔ لہذا رب کائنات کی یہ قسمیں کھانا کوئی معمولی بات نہیں ہے بلکہ اس کے ذریعے سے ہمیں جھنجھوڑا جا رہا ہے کہ اپنی زندگی کی اوقات کو معمولی اور حقیر نہ سمجھو اس کے ایک ایک لمحے کا حساب لیا جائے گا۔

وقت کی اہمیت احادیث کی روشنی میں:

احادیث مبارکہ میں بھی آپ ﷺ نے وقت کی اہمیت کو بے حد اجاگر کیا ہے۔ رسول کریم ﷺ نے وقت کی قدر دانی کی تلقین فرمائی ہے اور زندگی کا ایک ایک لمحہ پھونک پھونک کر گزارنے کا حکم فرمایا ہے۔ اور یہ ارشاد فرمایا ہے کہ یہ ایک نعمت ہے اسے ضائع نہیں کرنا چاہیے بلکہ اس کی قدر کر کے اس سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:"نِعْمَتَانِ مَغْبُونٌ فِيهِمَا كَثِيرٌ مِنَ النَّاسِ الصِّحَّةُ وَالْفَرَاغُ" [17]"دو نعمتیں ایسی ہیں کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔"

انسان کا المیہ یہ ہے کہ وہ صحت اور فراغت کے اوقات کو یا تو سرے سے اللہ تعالیٰ کی نعمتیں ہی نہیں سمجھتا، یا پھر اس خوش فہمی میں رہتا ہے کہ یہ نعمتیں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں اور ان کو کبھی زوال نہیں آئے گا، حالانکہ یہ صرف شیطانی وسوسہ ہے اور رب العالمیں ان نعمتوں کو کسی بھی وقت چھین سکتا ہے۔ انسان کو صحت کی قدر اس وقت سمجھ آتی ہے جب بیماری کی تکلیف سر پر آجاتی ہے اور فراغت کے قدر تب سمجھ آتی ہے جب انسان اپنا سب کچھ کھو بیٹھتا ہے اور اس کی عمر گزر جاتی ہے تب اسے اپنے زندگی کے وہ لمحات جو اس نے فراغت میں گزارے ہوتے ہیں اور انھیں کسی مثبت سرگرمی میں صرف نہیں کیا ہوتا پھر وہ اس کے لیے کے لئے ترستا ہے لیکن ندامت اور افسوس کے سوا اسے کچھ نہیں ملتا۔ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے فراغت کے لمحات میسر فرمائے ہوں انھیں چاہیے کے ان لمحات کو قیمتی بنائیں اور اسے بے فائدہ اور لایعنی باتوں میں نہ گزاریں۔ یہی ایک اچھے مسلمان کی نشانی ہے کہ وہ اپنے زندگی کے فارغ لمحات کو لایعنی اور بے ہودہ سرگرمیوں میں ضائع نہیں کرتا۔ جیسا کہ حدیث شریف میں رسول اللہ ﷺ نے اس طرف اشارہ فرمایا ہے:"إِنَّ مِنْ حُسْنِ إِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ ([18])"کسی شخص کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ ہر لایعنی اور بے مقصد کام کو چھوڑ دے"

اس حدیث میں بہت ہی لطیف پیرائے میں وقت کے ضیاع کی ممانعت اور حفاظت و تنظیم اوقات کے اہتمام کے طرف اشارہ فرمایا گیا ہے کہ آدمی ہر ایسے قول و فعل اور عمل و حرکت سے احتراز کرے جس سے اسے کوئی خاطر خواہ دینی یا دنیوی فائدہ حاصل نہ ہو تا ہو۔

ایک اور حدیث میں وقت کی نعمت کو ایک بہت بڑی غنیمت قرار دے کر اس کو ضائع کرنے سے منع فرمایا گیا ہے اور یہ تعلیم دی گئی ہے کہ جن لوگوں کو جس بھی شکل میں وقت جیسی عظیم نعمت سے نوازا جائے اسے چاہئے کہ اسے غنیمت سمجھ کر اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے اور اسے خیر کے کاموں میں صرف کرنا چاہئے۔ چناں چہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا: "قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِرَجُلٍ وَهُوَ يَعِظُهُ: " اغْتَنِمْ خَمْسًا قَبْلَ خَمْسٍ: شَبَابَكَ قَبْلَ هَرَمِكَ، وَصِحَّتَكَ قَبْلَ سَقَمِكَ، وَغِنَاكَ قَبْلَ فَقْرِكَ، وَفَرَاغَكَ قَبْلَ شُغْلِكَ، وَحَيَاتَكَ قَبْلَ مَوْتِكَ "([19])"رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا: پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت جانو: بڑھاپے سے پہلے جوانی کو، بیماری سے پہلے صحت کو، فقر سے پہلے مالداری کو، مشغولیت سے پہلے فراغت کو،، اور موت سے پہلے زندگی کو۔"

انسان کو چاہئے کہ وہ جوانی کو بڑھاپے سے پہلے غنیمت جانے کیونکہ جوانی عمر کا ایک ایسا حصہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہوئی نعمتیں کمال کو پہنچی ہوئی ہوتی ہیں۔ جوانی کی عمر میں طبیعت میں چستی ہوتی ہے۔ انسان سحری کے وقت مصلیٰ بچھا رب کریم کے حضور کھڑا ہو گا تو عمر رسیدہ لوگوں کی بہ نسبت اسے زیدہ سرور اور لذت نصیب ہو گی۔ بوڑھوں اور ضعیف العمر افراد کو ٹھنڈے پانی سے وضو کرنے میں جو مشکل ہوتی اسے وہ مشکل بھی پیش نہیں آئے گا اور جوانی کے ایام کو عبادت میں بسر کرنے سے یہ اس کے لیے آخرت اور قبر کا خزانہ بن جائے گا۔ لیکن اگر انسان اپنی قیمتی ایام جوانی کو فضول کاموں میں ضائع کرے تو پھر بڑھاپے میں وہ بہت کچھ کرنا چاہے گا لیکن اس وقت انسان کی طبیعت، انسان کا جسم اس کے اعضاء وجوارح اس کا ساتھ نہیں دیتے جس کی وجہ سے اس کے لیے احسن طریقے سے عبادت کرنا ممکن نہیں ہوتا۔

اسیطرح صحت بھی ایک ایسی نعمت ہے جس کی کوئی قیمت نہیں لگائی جاسکتی مگر اس کی قدر انسان کو اس وقت معلوم ہو جاتی ہے جب اس سے یہ نعمت چھین لی جاتی ہے اور وہ کسی ایسی بیماری میں مبتلا ہو جاتا ہے جس میں وہ اٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے اور زندگی کے بہت سے کاموں میں دوسروں کا محتاج بن کے رہ جاتا ہے۔ پس عقلمند انسان وہی ہے جو بیماری سے پہلے صحت کو غنیمت جان کر اسے آخرت کی تیاری، اصلاح امت، اقامت دین اور دوسری مثبت وفائدہ مند سرگرمیوں کے لئے وقف کر دے۔

انسان کو چاہئے کہ وہ اللہ کا دیا ہو رزق اللہ ہی کے راہ میں خرچ کرے اور اس مالداری کی قدر کرے کیونکہ غنی کو معلوم نہیں کہ وہ کب تک غنی بن کے رہیگا۔ وقت ہمیشہ ایک جیسا نہیں رہتا۔ اس لیئے اگر کسی کو اللہ نے دولت دی ہیں تو اس کو عیش و عشرت میں ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ اس کو معاشرے کے دکھی، لاچار، پریشان حال کی مدد کے لئے صرف کرے۔ جو خوشحالی کے لمحوں میں اللہ تعالیٰ کو نہیں بھولتا اللہ بد حالی کے لمحوں میں اسے فراموش نہیں کرتا۔ انسان کو چاہئے کہ وہ فراغت کے لمحوں کو رب کریم کی طرف سے ایک بیش بہا نعمت سمجھ کر اس عظیم نعمت کو پھونک پھونک کر خرچ کرے کیونکہ آج یہ میسر ہے اسے بہتر طریقے سے کام میں لایا جا سکتا ہے، کل کو نہیں ہونگے پھر اس وقت پچھتائینگے جب پچھتانے سے سوائے حسرت بڑھانے کے اور کچھ نہیں ہو گا۔

حدیث مبارکہ میں زندگی کے چار احوال جوانی، صحت، غنا اور فراغت کی طرف خصوصی اشارہ کرنے کے بعد ساری زندگی کو موت کے مقابل رکھ دیا گیا ہے۔ انسان کو دنیاوی حیات کے بعد موت کا بھی سامنا کرنا ہے اس لئے انسان کو چاہئے کہ موت آنے سے پہلے پہلے اس مختصر عرصہ حیات کو اعمال صالحہ، اصلاح امت، اقامت دین، آخرت کی تیاری اور فلاح دارین میں صرف کرے کیونکہ جب موت آئے گی تو انسان تمام اعمال سے ہمیشہ کیلئے محروم ہو جاتا ہے۔

بروز قیامت وقت کے بارے میں سوال:

نبی مہربان ﷺ نے یہ تعلیم دی ہے کہ ہر مسلمان اپنے وقت کو اللہ کی خوشنودی اور اور اس کی رضا حاصل کرنے کا خواہش رکھے۔ اور اسے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ وقت کوئی معمولی شے نہیں بلکہ یہ اللہ کی ایک ایسی امانت ہے جس کے بارے میں قیامت کے دن اس سے باقاعدہ باز پرس ہوگی۔ اور جن لوگوں نے دنیا میں اللہ کی اس ودیعت کردہ امانت میں خیانت اور کوتاہی کی ہوگی اس مواخذہ کیا جائے گا۔ جیسا کہ حدیث میں اس سلسلے میں صراحت موجود ہے:" لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمُرِهِ فِيمَا أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ فِيمَ فَعَلَ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ " ([20])" قیامت کے دن کسی بندے کے دونوں پاؤں نہیں ہٹیں گے یہاں تک کہ اس سے یہ نہ پوچھ لیا جائے: اس کی عمر کے بارے میں کہ اسے کن کاموں میں ختم کیا، اور اس کے علم کے بارے میں کہ اس پر کیا عمل کیا اور اس کے مال کے بارے میں کہ اسے کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا، اور اس کے جسم کے بارے میں کہ اسے کہاں کھپایا"۔ رسول اللہ ﷺ نے تو یہاں تک تعلیم دی ہے کہ اگر کسی کو یہ معلوم ہو کہ قیامت تھوڑی دیر میں واقع ہونے والی ہے اور دنیا فناہ ہونے والی ہے تو بھی اس کو چاہئیے کہ وقت ضائع نہ کرے بلکہ اس مختصر وقت کو کسی فائدے کے کام میں صرف کرے۔ چناں چہ نبی مہربان ﷺ نے فرمایا کہ:"إِنْ قَامَتِ السَّاعَةُ وَفِي يَدِ أَحَدِكُمْ فَسِيلٌ، فَإِنِ اسْتَطَاعَ أَلَّا تَقُومَ السَّاعَةُ حَتَّى يَغْرِسَهَا، فَلْيَفْعَلْ" ([21])"اگر قیامت قائم ہو جائے اور تم میں سے کسی کے ہاتھ میں کھجور کا چھوٹا سا پودا ہو تو اگر وہ اس بات کی استطاعت رکھتا ہو کہ وہ حساب کے لئے کھڑا ہونے سے پہلے اسے لگالے گا تو اسے ضرور لگانا چاہیے۔"

سوچنے کی بات ہے کہ نبی اکرم ﷺ اپنے متبعین کو کس قدر وقت کی اہمیت اور اعمال صالحہ کا احساس دلا رہے ہیں کہ اگر قیامت قائم ہو جائے اور اگر اس نفسا نفسی کے دور میں بھی کوئی نیکی کرنے کی استطاعت رکھتا ہو تو اس میں غفلت کا مظاہرہ نہ کرے بلکہ فوراً کوئی نیکی کا کام کر ڈالے۔ اور وقت کو کسی مثبت کام میں لگائے۔

وقت اور رسول اللہ ﷺ کی سنت:

وقت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ آپ وقت سے کوئی ذاتی یا اجتماعی فائدہ اٹھائے بغیر اسے اس طرح ضائع نہیں فرماتے تھے بلکہ آپ ﷺ ہر وقت کسی نہ کسی ایسے کام میں مشغول ہوتے تھے جس یا تو اپنا ذاتی دنیاوی یا اخروی فائدہ مقصود ہوتا تھا یا اس سے کسی دوسرے شخص کے دنیاوی یا اخروی مفادات وابستہ ہوتی تھے۔ سیدنا علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وقت کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی یہ صفت بیان فرمائی ہے کہ: "کہ جب رسول اللہ رسول اللہ ﷺ اپنے گھر میں داخل ہوتے تو آپ کی حالت یہ ہوتی کہ آپ اپنے وقت کو تین حصوں میں تقسیم فرماتے، ایک حصّہ اللہ کا، ایک حصّہ آپ ﷺ کے اہل وعیال کے لیے اور ایک حصّہ اپنے اور دوسرے لوگوں کے لیے مخصوص فرماتا"([22])

اوقات کو خیر کے کاموں صرف کرنے کی تلقین:

رسول اللہ ﷺ نے وقت کو خیر اور بھلائی کے کاموں میں صرف کرنے کا حکم دیا ہے اور اس سلسلے میں یہ تمیز روا نہیں رکھا کہ خیر کا تعلق دنیا سے ہے یا آخرت سے۔ بلکہ بھلائی چاہے دنیا کی ہو یا آخرت کی ہو اپنے وقت کا اس میں صرف کر کے قیمتی بنانے کی تعلیم دی ہے۔ حضرت معقل بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا:"کہ کوئی دن ایسا نہیں ہے کہ جب وہ طلوع ہوتا ہو اور یہ نداء نہ کرے کہ اے ابن آدم! میں ایک نو پید مخلوق ہوں، میں تیرے عمل پر شاھد ہوں، پس تم مجھ میں عمل خیر کرنا تا کہ میں کل

تمہارے حق میں اسی کی گواہی دے دوں، اگر میں گزر گیا تو میں قیامت تک لوٹ کر نہیں آونگا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسی طرح کی صدا رات بھی دہراتی ہے۔"[23] كَانَ ابْنُ عُمَرَ، يَقُولُ: «إِذَا أَمْسَيْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ الصَّبَاحَ، وَإِذَا أَصْبَحْتَ فَلاَ تَنْتَظِرِ المَسَاءَ، وَخُذْ مِنْ صِحَّتِكَ لِمَرَضِكَ، وَمِنْ حَيَاتِكَ لِمَوْتِكَ[24]۔"حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں: جب شام ہو جائے تو آپ صبح کا انتظار نہ کرے اور جب صبح ہو جائے تو پھر شام کا انتظار نہ کیا جائے، اور بیماری سے پہلے پہلے صحت سے فائدہ اٹھایا جائے اور مرنے سے پہلے پہلے زندگی کی قدر کی جائے"۔ مطلب یہ کہ جب شام ہو جائے تو کسی بھی عمل کے کرنے کے لئے صبح کا انتظار نہ کیا جائے بلکہ اسی شام کو غنیمت جان کر اس میں اعمال صالحہ کرنے چاہیے نہ کہ کل کا انتظار کیا جائے، کیونکہ لفظ کل محض ایک دھوکہ ہے جو انسان کو وقت ضائع کرنے پر افسوس اور ندامت سے بچاتا رہتا ہے۔ لیکن کل کا علم کسی کو نہیں کہ جو آج ہمیں میسر ہے کل پتہ نہیں میسر ہو گا یا نہیں اسی طرح جب صبح ہو جائے تو اسی میں ہی اعمال صالحہ شروع کرے شام کے انتظار میں نہ بیٹھے، کیا پتا شام تک زندگی مہلت ہی نہ دے۔

علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے "جمع الجوامع" میں ایک حدیث نقل کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ما من يوم طلعت شمسه إلا يقول من استطاع أن يعمل فيَّ خيرا فليعمله فإني غير مكر عليكم أبدا وما من يوم إلا ينادى مناديان من السماء يقول أحدهما يا طالب الخير أبشر يا طالب الشر أقصر ويقول أحدهما اللهم أعط منفقا مالا خلفا ويقول الآخر اللهم أعط ممسكا مالا تلفا[25] "کوئی دن ایسا نہیں کہ جب اس میں سورج نکلتا ہو اور یہ نہ کہتا ہو کہ آج اگر کوئی بھلائی کر سکتا ہے تو کر لے، آج کے بعد میں پھر کبھی واپس نہیں لوٹوں نگا اور کوئی بھی دن ایسا نہیں جس میں آسمان سے دو آواز دینے والے (فرشتے) یہ آواز نہ دیتے ہوں ان میں سے ایک کہتا ہے کہ: "اے اچھے کاموں کے طالب تیری لیے خوشخبری ہو اور اے برائی میں وقت صرف کرنے والے باز آجا، اور ان میں سے دورا یہ کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو اس کا متبادل عطا فرما اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! روک کر رکھنے والے کے (مال) کو ضائع فرمادے۔ "

دنیا کی تمام ضائع شدہ چیزیں واپس آسکتی ہیں لیکن ضائع شدہ وقت کبھی بھی واپس نہیں آسکتا۔ اتنے واضح فرامین جاننے کے بعد بھی اگر کوئی مسلمان غفلت کا مظاہرہ کرے اور اگر اپنے دن و رات کو فضول کاموں میں صرف کرے تو اس پر سوائے افسوس کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ یہ وقت بڑی قیمتی دولت ہے، اس سے جو فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے کر لیا جائے ورنہ وقت دو دھاری تلوار ہے اگر ہم نے اسے نہیں کاٹا تو یہ ہمیں کاٹ ڈالے گی۔

اسلامی عبادات اور وقت کا تعلق:

اسلام کی مختلف عبادات مثلاً: نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ سب کے لیے اسلام نے مخصوص اور متعین اوقات مقرر کئے ہیں۔ اور مسلمانوں کو ان عبادات کے لیے ان متعین کردہ اوقات پر ادا کر کا پابند بنایا ہے اور انھیں ان اوقات سے ان عبادات کو موخر کرنے سے منع فرمایا ہے اور اگر یہ عبادات بلا عذر اپنے اوقات سے موخر کر دئے جائیں تو ان میں سے بعض یا تو ادا نہیں ہوتے یا اس کی تاخیر پر سزا اور عذاب مقرر ہے۔ ان عبادات کی بر وقت ادائیگی میں پابندی وقت کا خیال رکھنے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات میں بہترین اور افضل ترین عمل قرار دیا گیا ہے۔ مثلاً جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بہترین عمل کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی ادائیگی میں وقت کی پابندی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے ارشاد فرمایا: اَلصَّلَاةُ لِوَقتِهَا "نماز کو اس کے وقت پر ادا کرنا" [26]

وقت کی اہمیت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کی نظر میں:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی دعا:اللھم لا تدعنا فی غمرۃ ، ولا تاخذنا علیٰ غرۃ ، ولا تجعلنا من الغافلین([27])"اے اللہ! ہمیں شدت میں نہ چھوڑیئے ، اور ہمیں غفلت کی حالت میں نہ پکڑیئے ، اور ہم کو غفلت والوں میں سے نہ بنایئے۔"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دعا:اللھم انانسالک صلاح الساعات "والبرکۃ فی الاوقات([28])"اے اللہ! ہم آپ سے زندگی کی گھڑیوں کی درستگی اور اوقات میں برکت کا سوال کرتے ہیں۔"حضرت علی رضی اللہ عنہ یہ جملہ ارشاد فرماتے تھے:الا یام صحائف اعمارکم فخلدوھا صلح اعمالکم([29])"یہ دن تمہاری عمروں کے صحیفے ہیں، اچھے اعمال سے ان کو دوام بخشو۔"حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے:"میں اس دن سے زیادہ کسی چیز پر نادم نہیں ہوتا جو میری عمر سے کم ہو جائے اور اس میں میرے عمل کا اضافہ نہ ہو سکے۔"([30])

امیر المومنین حضرت عمر بن عبد العزیز فرماتے تھے:"دن رات آپ کے عمر کو کم کر رہی ہے تو آپ عمل میں پھر کیوں سست ہیں؟"آپ سے ایک مرتبہ کسی نے کہا کہ یہ کام کل تک مؤخر کیجیے، تو آپ نے فرمایا:"میں ایک دن کا کام بمشکل کرتا ہوں، آج کا کام اگر کل پر چھوڑ دیا تو دو دن کا کام ایک دن پر کیسے کرونگا"([31])

وقت کی اہمیت ائمہ عظام کی نظر میں:

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:یا ابن آدم انما انت ایام،فاذا ذاھب یوم ذھب بعضک ([32])"اے ابن آدم! تو دنوں ہی کا مجموعہ ہے جب ایک دن گزر جائے تو یوں سمجھ کہ تیرا ایک حصہ بھی گزر گیا۔"علامہ ابن الجوزی رحمہ اللہ اپنے بیٹوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں:ان الا یام تبسط ساعات والساعات تبسط انفاسا و کل نفس خزانۃ فا حذران یذھب نفس بغیر شئ ([33])"زندگی کے دن چند گھنٹوں اور گھنٹے چند گھڑیوں کا نام ہیں، زندگی کا ہر سانس ایک بیش بہا خزانہ ہے، لہذا ایک ایک سانس کی قدر کرے کہیں بغیر فائدہ کے نہ گزرے۔"امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے تھے:"فقیروں کی دو باتوں نے مجھے بڑا نفع دیا، ایک یہ کہ:الوقت سیف اقطعہ والا قطعک "وقت کاٹ دینے والی تلوار ہے اگر وقت کو تم کاٹو گے تو ٹھیک ہے ورنہ وقت تمہیں کاٹ دیگا۔"

اور دوسرا کہ نفس کو اچھائی کے کاموں میں لگا دو ورنہ یہ تمہیں برائی کے کاموں میں مصروف کر دیگا۔([34])

وقت کے بارے میں اسلاف کی احتیاط:

علمائے اسلاف اپنے وقت کے معاملے میں بڑے محتاط تھے، وقت کے ضیاع کا انہیں ہر وقت کھٹکا لگا رہتا، کسی بزرگ سے چند لوگ ملاقات کے لئے گئے، ملاقات کے آخر میں انہوں نے ان بزرگ سے معذرت کے طور پر کہا:"شاید ہم نے آپ کو اصل کام سے ہٹا کر مشغول کر دیا" بزرگ فرمانے لگے"تم ٹھیک کہتے ہو، میں پڑھنے میں مصروف تھا، آپ لوگوں کی وجہ سے میں نے پڑھنا چھوڑ دیا۔"([35])چند لوگ حضرت معروف کرخی رحمہ اللہ کے پاس بیٹھے، جب ان لوگوں نے مجلس طویل کی اور کافی دیر تک نہیں اٹھے تو حضرت معروف کرخی ان سے فرمانے لگے: ان ملک الشمس لا یفتر عن سو قھا فمتی تریدون القیامَ؟([36])"نظام شمسی چلانے والا فرشتہ تھکا نہیں (اس کی گردش جاری اور وقت گزر رہا ہے) آپ لوگوں کے اٹھنے کا کب ارادہ ہے؟"داؤد طائی روٹی کے بجائے چورہ استعمال کرتے تھے، فرماتے تھے ، دونوں کے استعمال میں کافی تفاوت ہے روٹی چباتے ہوئے کافی وقت لگ جاتا ہے جب کہ چوری کے استعمال سے نسبتا اتنا وقت بچ نکل آتا ہے کہ اس میں پچاس آیات کی تلاوت کی جاسکتی ہیں"([37])

تقسیم اور تنظیم وقت:

دور حاضر میں انسان کو جن مسائل کا سامنا ہے ان مسائل میں ایک اہم مسئلہ وقت کی تنظیم (Time Management) کا بھی ہے۔ آج انسان اتنا مصروف ہو چکا ہے کہ مختلف شعبہ ہائے زندگی سے وابستہ افراد یہی شکوہ کرتے سنائی دیتے ہیں کہ ان کے پاس وقت کی بہت کمی ہے اور وہ اپنے اوقات کی درست منصوبہ بندی نہ کرنے کی وجہ پریشانی کا شکار ہیں۔ لیکن اسلام کے فطری تعلیمات نے انسان کو اس کا حل یہ بتایا ہے کہ وہ اپنے اوقات کو متوازن اور منظم انداز میں مرتب کرنے کے لیے دانشمندی کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور اسلام کے بتائے ہوئے ان اصولوں پر عمل پیرا ہونا چاہیئے جن کے ذریعے اوقات کی درست اور جامع منصوبہ بندی بہ آسانی کی جاسکتی ہے۔

زندگی کے خواہ عام معاملات ہوں یا خاص ان سب میں رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمل سے وقت کی تنظیم اور تقسیم کی تعلیم دی ہے اور مسلمانوں کو بھی وقت کی تنظیم اور تقسیم پر ابھارا ہے۔ کیوں کہ وقت کے ضیاع کے اسباب میں ایک اہم سبب اپنی اوقات کی تنظیم کا خیال نہ رکھنا اور اپنے اوقات کو اپنے امور کے مطابق ترتیب نہ دینا ہے۔ انسان کے اکثر امور کے بہتر انجام دہی اور تکمیل میں نظم وقت Time Management کا خاص عمل دخل ہوتا ہے۔ اقپنے اوقات کو اپنے امور وفرائض کے مطابق تقسیم کرنے اور اپنے اوقات کی جامع منصوبہ بندی کرنے کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کو تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا: "أَلَمْ أُخْبَرْ أَنَّكَ تَصُومُ النَّهَارَ، وَتَقُومُ اللَّيْلَ؟ فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ، قَالَ: فَلاَ تَفْعَلْ صُمْ وَأَفْطِرْ، وَقُمْ وَنَمْ، فَإِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِعَيْنِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَإِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" ([38])" کیا یہ خبر صحیح ہے کہ تم دن میں تو روزہ رکھتے ہو اور ساری رات نماز پڑھتے ہو؟ میں نے عرض کی صحیح ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ! آپ نے فرمایا، کہ ایسا نہ کر، روزہ بھی رکھ اور بے روزہ کے بھی رہ۔ نماز بھی پڑھ اور سوؤ بھی۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے تمہاری آنکھوں کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری بیوی کا بھی تم پر حق ہے اور تم سے ملاقات کرنے والوں کا بھی تم پر حق ہے "۔ اس لیے ایک مسلمان کے لیے مناسب یہ ہے کہ وہ وقت اپنے جملہ امور کے لیے اوقات مقرر کرنے میں نہ صرف یہ کہ توازن برقرار رکھے، بلکہ ہر مسلمان کے لیے یہ واجب ہے کہ اس کے ذمے جو بھی حقوق ہیں ان کے لیے منظم انداز میں اوقات مختص کرے۔ اور اوقات مخصوص کرنے میں بھی اس بات کا لحاظ رکھے کہ جو امور یا حقوق زیادہ اہم ہیں ان کے لیے زیادہ وقت اور جو امور یا حقوق کم درجہ کے ہیں ان کے لیے کم وقت مقرر کرنے کا خیال رکھے۔ نظمِ وقت کے بارے میں اسلام کی تعلیم یہ نہیں کہ انسان صرف اپنے دینی امور کے بارے اپنے اوقات کی منصوبہ بندی کرے بلکہ اسلام کی تعلیم تو یہ ہے کہ امور چاہے دنیوی ہو یا دینی سب میں انسان کو چاہئیے کہ وہ اپنے اوقات کی درست تقسیم اور منصوبہ بندی کرے۔ اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے امت کی بڑی واضح راہنمائی فراہم فرمائی ہے:"كان في صحف إبراهيم عليه الصَّلاةُ والسلام : وعلى العاقل ما لم يكن مغلوباً على عقله أنْ تكونَ له ساعات : ساعةٌ يُناجي فيها ربَّه ، وساعةٌ يُحاسِبُ فيها نَفسه ، وساعةٌ يتفكَّرُ فيها في صُنع الله ، وساعةٌ يخلو فيها لحاجته من المطعم والمشرب ([39])-" عقلمند انسان جب تک اس کا دماغ مغلوب نہ ہو (اس کے لیے ضروری ہے) کہ اس کے پاس کچھ اوقات ہوں۔ اس کے ہاں ایک وقت ایسا ہو جس میں وہ اپنے رب سے مناجات (سرگوشی) کر سکے، اور ایک گھڑے اس کے پاس ایسی ہو جس میں وہ اپنا محاسبۂ نفس کر سے، اور اس کے پاس وقت کا ایک حصہ ایا بھی ہونا چاہئے جس میں وہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ (کائنات میں) میں غور کر سکے اور ایک گھڑی اس کے پاس ایسی بھی ہونی چاہئیے جس میں وہ اپنے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے فارغ ہو"۔

الغرض اسلام نے وقت اور اس کی تنظیم کو بہت اہمیت دی ہے۔ اور انسانی زندگی کے دیگر شعبوں میں توازن اور نظم ضبط کی طرح اوقات میں بھی پابندی اور نظم کا حکم دیا ہے۔ جس کی بین دلیل ارکان اسلام کے لیے اوقات کا تقرر ہے۔ اسلام کے تمام ارکان میں تنظیم وقت کا تصور واضح انداز میں پیش کیا گیا ہے۔ اسلام کے تمام عبادات میں اگر ایک جانب مقصود اطاعت الٰہی ہے تر دوسری جانب اس میں وقت کی قدر اور اس کی تنظیم کا فلسفہ موجود ہے۔ اسلام نے وقت کی بہترین تنظیم کا ایک تصور یہ بھی پیش کیا ہے کہ انسان کو اپنے اوقات اس طرح سے ترتیب دینے چاہیئے کہ اس میں سے ضرور ایک حصّہ راحت اور آرام کے لیے بھی مخصوص ہو۔ کیوں کہ انسانی نفس مسلسل کام اور مصروف رہنے کی وجہ تھک جاتا ہے اور انسان کا دل ودماغ بھی اسی طرح اکتا جاتے ہیں جس طرح انسانی بدن کو اکتاہٹ ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ: "أريحوا القلوب، فإن القلب إذا أكره عمي"۔(40) "دلوں کو راحت (آرام) دیا کرو کیوں کہ دل پر جب زبردستی کی جاتی ہے تو وہ اندھا ہو جاتا ہے (اور اس میں درست کام کرنے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی)"

نظم وقت کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ انسان وقت کی پابندی کو اپنی مستقل عادت بنالے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وقت کو قیمتی بنانے اور فارغ اوقات سے فائدہ اٹھانے پر زور دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو وقت پر کام کرنے اور اپنی ذمہ داریوں میں تعجیل کر کے اسے بروقت ادا کرنے کی تاکید فرمائی ہے اور اس میں تاخیر کرنے سے منع فرمایا ہے۔ ہر کام بروقت کرنے اور وقت کی پابندی کرنے کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس حدیث مبارک میں واضح تعلیم موجود ہے کہ: "سات چیزوں سے پہلے نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو، تمہیں ایسے فقر کا انتظار ہے جو سب کچھ بھلا ڈالنے والا ہے؟ یا ایسی مالداری کا جو طغیانی پیدا کرنے والی ہے؟ یا ایسی بیماری کا جو مفسد ہے) یعنی اطاعت الٰہی میں خلل ڈالنے والی (ہے؟ یا ایسے بڑھاپے کا جو عقل کو کھو دینے والا ہے؟ یا ایسی موت کا جو جلدی ہی آنے والی ہے؟ یا اس دجال کا انتظار ہے جس کا انتظار سب سے برے غائب کا انتظار ہے؟ یا اس قیامت کا جو قیامت نہایت سخت اور کڑوی ہے" (41)

زندگی کے تمام امور میں تعجیل اور وقت کی پابندی کی یہ ترغیب اس لیے دی گئی ہے کیوں کہ انسان کو زندگی میں ہر وقت کئی رکاوٹوں کے پیش آنے کا احتمال رہتا ہے، اسے بیماری، موت، بڑھاپا یا کوئی اور ایسا عارضہ پیش آسکتا ہے جس کی وجہ سے اس کے کسی کام میں خلل اور رکاوٹ پیدا ہو سکتی ہے اور ہوشیار شخص وہ ہوتا ہے جو ان عوارض کے آنے سے پہلے پہلے اپنے تمام امور کو بروقت سرانجام دے۔ ایک اور حدیث میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر کام کو اس کے ابتدائی وقت میں کرنے کی تاکید فرمائی ہے۔ حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اللَّهُمَّ بَارِكْ لِأُمَّتِي فِي بُكُورِهَا "، قَالَ: وَكَانَ إِذَا بَعَثَ سَرِيَّةً، أَوْ جَيْشًا بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ، وَكَانَ صَخْرٌ رَجُلًا تَاجِرًا، وَكَانَ إِذَا بَعَثَ تِجَارَةً بَعَثَهُمْ أَوَّلَ النَّهَارِ، فَأَثْرَى، وَكَثُرَ مَالُهُ" (42)"اے اللہ! میری امت کو اس کے دن کے ابتدائی حصہ میں برکت دے "(حدیث کے راوی صخر رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ آپ جب کسی سریہ یا لشکر کو روانہ کرتے تو اسے دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ کرتے۔ اور صخر ایک تاجر آدمی تھے۔ جب وہ تجارت کا سامان لے کر (اپنے آدمیوں کو) روانہ کرتے تو انہیں دن کے ابتدائی حصہ میں روانہ کرتے۔ تو (اس کی وجہ سے) وہ مالدار ہو گئے اور ان کی دولت بڑھ گئی۔"

بڑے افسوس کی بات ہے کہ وقت کی اہمیت، وقت شناسی اور نظم وقت سے متعلق جس مذہب نے اتنے جامع اور واضح احکامات دیئے ہیں آج اسی مذہب کے پیروکاروں کے نزدیک وقت ایک بے وقعت اور ایک غیر اہم شے بن چکی ہے۔ جس دین نے وقت کے ضیاع کو جرم قرار دیا ہے اور اپنے ماننے والوں کو اس جرم کے ارتکاب سے سختی سے منع فرمایا ہے آج اسی دین کے پیروکاروں کی اکثریت ضیاع وقت کی

افت میں مبتلا ہیں۔ اور انھیں یہ احساس بھی نہیں کہ جس دین کے ہم دعویدار ہیں اس دین نے ضیاع وقت کو نہ صرف یہ کہ ایک جرم قرار دیا ہے بلکہ اس جرم کی سزا دنیا و آخرت دونوں میں لازمی قرار دی ہے۔

خلاصہ بحث

بے شک انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ وقت ہی ہے۔ وقت کی تہہ میں افراد اور قوموں کی ترقی کا راز مضمر ہے، ترقی کی وہ راہیں جو اس سرمایہ کے ٹھیک استعمال ہی کی بدولت طے ہو سکتی ہیں، انہی اقوام کی رہ گذر بن سکتی ہیں جو اس قیمتی سرمایہ کو صحیح استعمال کرتی ہیں۔ کسی قوم کے زوال کی پہلی علامت یہ ہے کہ اس کے افراد ضیاع وقت کے آفت کا شکار ہو جائیں۔ انسان کو مختصر سی مدت کی مہلت دی گئی ہے، اس میں وہ جو کچھ بوئے گا، آگے اسی کی فصل کاٹے گا کیونکہ یہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔ آج ہمیں دنیا کے اوپر جو وقت میسر ہے ان کو اگر ہم نیکیوں میں گزاریںگے تو کل اس کا اجر و ثواب ہم آخرت میں پائینگے اور اگر ان قیمتی گھڑیوں کو ہم نے بیکار جان کر برباد کر دیا تو کل بروز قیامت سوائے پچھتاوے اور شرمندگی کے ہمیں کچھ بھی حاصل نہ ہو گا۔ عموماً جن صالح بندوں کے مزاج میں دین داری اور نیکی ہوتی ہے، وہ وقت کے بڑے قدر دان ہوتے ہیں۔ انہیں اپنی آخرت بنانے اور دنیا سنوارنے کی فکر ہر وقت لگی رہتی ہے۔ وہ بے کاری، آوارگی اور فضولیات میں اپنا وقت ضائع نہیں کرتے۔ بلکہ ایک روایت میں آتا ہے کہ "اہل جنت کو جنت میں جانے کے بعد بھی ایک بات کا پچھتاوا ہو گا کہ وہ لمحے جو یاد الٰہی کے بغیر گزری وہ کیوں گزری کاش کے وہ لمحات بھی ہم یاد الٰہی میں گزارتے۔" الغرض وقت وہ قیمتی سرمایہ ہے جو ہر شخص کو قدرت کی طرف سے یکساں عطا ہوا ہے۔ اس لئے وقت ضائع کئے بغیر ہمیں زندگی کے ان لمحوں کو ایسے انداز میں بسر کرنا چاہیئے کہ ایک ایک لمحہ ہمارا مرتب اور منظم ہو اور نیکی کے نور سے مزین اور مالا مال ہو، آج وقت ہے کل وقت نہیں ہو گا ہمیں وقت کی قدر کرنے اور آخرت کے لیے تیاری کرنی چاہیئے۔ اس بحث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شریعت اسلامی نے وقت شناسی اور تنظیم وقت پر بہت زور دیا ہے اور اس سلسے میں ایسی تعلیمات پیش کیے ہیں جن پر عمل کر کے انسان اپنی اوقات کی جامع اور بہترین منصوبہ بندی کر سکتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

1۔ سورۃ الحاقۃ:24
Al- Qurân 69: 24

2۔ عثمانی، محمد تقی عثمانی، مفتی، آسان ترجمہ قرآن، مکتبہ معارف القرآن، کراچی، 1428ھ–2007ء سورۃ الحاقۃ: 24
Usmânî, Muhammad Taqî, Moftî, *Âasân Tarjama Qurân*, Maktaba Maârif al Qurân, Karachi، 2007، Al-Qurân 69: 24

3سورۃ فاطر:37
Al- Qurân 35: 37

4۔ کتاب گنتی 9: 2،3
Book of Numbers 9: 33, 34

5۔ ایضاً 9: 13
Ibid 9: 13

6۔ ابراہیم مصطفیٰ، احمد الزیات، حامد عبدالقادر وغیرھم، المعجم الوسیط، دارالدعوۃ، استنبول، 1348ھ – 1989ء، ج2، ص1048، مادہ: وقت
Ibrâhîm, Mustafâ Ahmad al zayyât, Abdul Qâdir et al, *Al Mujam al wasîth*, Dâr al Dawa, Istanbul، 1989 2: 1048

7۔ الراغب، ابوالقاسم حسین بن محمد بن المفضل الاصفہانی، مفردات الفاظ القرآن، دارالقلم، دمشق، س ن م، ج2، ص526
Al Râghib, Abû al Qâsim Hussain bin Muhammad, *Mufradât al Qurân*, Dâr al Qalam، Damascus، 2: 526

8۔ ایضاً، ج1، ص511
Ibid, 1: 511

[9]۔ سورۃ ابراھیم:33، 34
Al- Qurân 14: 23, 24

[10]۔ البخاری۔ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، تحقیق: مصطفیٰ دیب البغا، دار ابن کثیر، بیروت،1407ھ- 1987ء، باب ماجاء فی الصحۃ والفراغ، رقم الحدیث:6049
Al Bukhârî, Muhammd bin Ismâîl, *Sahîh al Bukhârî*, (Beirut: Dâr ibn Kathîr, 1987) Hadith #: 6049

[11]۔ سورۃ العصر:1
Al- Qurân 103: 1

[12] سورۃ الفجر:1، 2
Al-Qurân 89: 1, 2

[13] سورۃ اللیل:1، 2
Al-Qurân 92: 1, 2

[14] سورۃ الضحیٰ:1، 2
Al-Qurân 93: 1, 2

[15] سورۃ الشمس:1-4
Al-Qurân 91: 1-4

[16] سورۃ الفرقان:63
Al-Qurân 25: 62

[17]۔ امام بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، مکتبہ، دار ابن کثیر الیمامہ، بیروت،1422ھ- 2022ء، باب لا عیش الا عیش الآخرۃ، رقم 6412
Al Bukhârî, Muhammd bin Ismâîl, *Sahîh al Bukhârî*, (Beirut: Dâr ibn Kathîr al Yamâma, 2022) Hadith #: 6412

[18]۔ القشیری، ابوالحسن مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، داراحیاء التراث العربی، بیروت،1374ھ- 1954ء، باب اخذ الحلال وترک الشبھات، رقم الحدیث:1955
Al Qushairî, abu al Hassan Muslim bin al Hajjâj, *Sahîh Muslim*, (Beirut: Dâr Ihyâ al Turâth al Islami, 1954) Hadith #: 1955

[19]۔ النسائی، ابوعبدالرحمٰن، احمد بن شعیب، سنن الکبریٰ، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت،1421ھ/2001ء، رقم الحدیث:11832
Al Nasâyî, Abû Abdul Rahmân Ahmad bin shuaib, *Sunan al Kubrâ*, (Beirut: Muasisa al Risâla, 2001) Hadith #: 11832

[20]۔ الترمذی، ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ، جامع الترمذی، دار الفکر للطباعۃ والنشر، بیروت،1421ھ- 2011ء، باب فی القیامہ، رقم 2417
Al Tirmizî, Abû Eîsâ Muhammad bin Eîsâ, *Jami al Tirmizî*, (Beirut: Dâr al Fikr, 2011) Hadith #: 2417

[21]۔ ابن حنبل، ابوعبداللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال، مسند احمد بن حنبل، موسسۃ الرسالۃ، بیروت ,1421ھ/2001ء، رقم 12981
Ibn Hanbal, Abû Abdullah Ahmad bin Hanbal, *Musnad Ahmad*, (Beirut: Muasisa al Risâla, 2001) Hadith#: 12981

[22]۔ ابن عاشور، محمد طاہر، التحریر والتنویر، دار سحنون للنشر والتوزیع، تیونس،1417ھ- 1997ء، ج29، ص208، تفسیر سورۃ المزمل
Ibn Aâshûr, Muhammad Tâhir, *Al Tahrîr wa al Tanvîr*, (Tunisia: Dâr Sahnûn, 1997) 29: 208

[23] الاصبہانی، ابونعیم، احمد بن عبداللہ بن اسحاق، حلیۃ الاولیاء وطبقات الاصفیاء، دار الکتب العربی، بیروت1409ھ- 1988ء، ج2، ص300
Al Asfahânî, Abû Naîm Ahmad bin Abdullah, *Hulya al Awliyâ wa Tabqât al Asfiyâ*, (Beirut: Dâr alKutub al Arabî, 1988) 2: 300

[24]۔ امام بخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسمعیل، صحیح البخاری، دار طوق النجاۃ، بیروت،1422ھ- 2001ء، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم کن فی الدنیا کانک غریب او عابر سبیل، رقم 6416
Al Bukhârî, Muhammd bin Ismâîl, *Sahîh al Bukhârî*, (Beirut: Dâr Tawq al Najât, 2001) Hadith #: 6416

[25]۔ السیوطی، جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر، جمع الجوامع، مجمع البحوث الاسلامیۃ، مصر،1426ھ- 2005ء، ج1، ص21629
Al Sayûtî, Jalâlud Dîn Abdur Rahmân bin abî Bakar, *Jama al Jawâmia*, (Egypt: Majma al Bahûth al Islâmiya, 2055) 1: 21629

[26]۔ القشیری، صحیح مسلم، باب بیان کون الایمان باللہ تعالیٰ، رقم الحدیث:85
Al Qushairî, abu al Hassan Muslim bin al Hajjâj, *Sahîh Muslim*, Hadith #: 85

[27]۔ مجددی الہلالی، طوق النجاۃ، دار التوزیع والنشر الاسلامیہ، مصر،1413ح/1992ء، ج1، ص50
Mujaddidî, Al Hilâlî, *Tawq al Nijât*, (Egypt: Dâr al Tawzîa wa al Nashar al Islamiya, 1992) 1: 50

[28]۔ عباسی، ابن الحسن، متاع وقت اور کاروان علم، مکتبہ عمر فاروق، کراچی،1432ھ- 2011ء، ص55
Abbâsi, Ibn al Hassan, *Matâe Waqt awr Kârwâne Elam*, Maktaba Umar Fârooq, Karachi, 2011 P:55

[29]۔ الماوردی، ابوالحسن، علی بن محمد بن حبیب، ادب الدنیا والدین، دار مکتبۃ الحیاۃ، بیروت،1406ھ- 1986ء، ج1، ص122
Al Mâwardi, abu al Hassan Ali bin Muhammad, *Adab al alduniyâ wa al Dîn*, (Beirut: Dâr Maktaba al Hayât, 1986) 1:122

[30]۔ عباسی، متاع وقت اور کاروان علم، ص58
Abbâsi, *Matâe Waqt awr Kârwâne Elam:p58*

[31]۔ ایضاً
Ibid

[32]۔ الشیبانی، ابو عبداللہ، احمد بن حنبل بن ھلال، الزھد، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ/1999، ج1، ص225
Al Sahibânî, Abû Abdullah Ahmad bin Hanbal, *Al Zuhad*, (Beirut: Dâr al Kutub al Ilmiya, 1999) 1: 225

[33]۔ ابن الجوزی، ابو الفرج، جمال الدین، عبد الرحمن بن علی، صید الخاطر، دار القلم، دمشق، 1425ھ/2004ء، ج1، ص505
Ibn al Jawzî, Abu al Faraj Jmâlud Dîn Abdur Rahmân bin Alî, *Said al Khâtir*, (Damascus: Dâr al Qalam, 2004) 1: 505

[34]۔ ابن قیم، ابو عبد اللہ محمد بن ابی بکر بن ایوب، الداء والدواء، دار عالم الفوائد، مکہ مکرمہ، 1429ھ/2008ء، ج1، ص358
Ibn al Qayyam, Abu Abdullah Muhammad bin abî Bakar, *Al dâ wa al Dawâ*, (Makka: Dâr Aâlam al Fawâid,2008) 1: 358

[35]۔ عباسی، متاع وقت اور کاروان علم، ص90
Abbâsi, *Matâe Waqt awr Kârwâne Elam:p* 90

[36]۔ امام جوزی، ابو الفرج، جمال الدین عبد الرحمن بن علی، حفظ العمر، دار البشائر الاسلامیہ، بیروت، 1425ھ/2004ء ج1، ص45
Ibn al Jawzî, Abu al Faraj Jmâlud Dîn Abdur Rahmân bin Alî, *Hifz al Umar*, Dâr al Bashâir al Islâmîya, Beirut، 2004: 1: 45

[37]۔ عباسی، متاع وقت اور کاروان علم، ص55
Matâe Waqt awr Kârwâne Elam:P55

[38]۔ صحیح البخاری، باب حق الجسم فی الصوم، رقم الحدیث:1834
Sahîh al Bukhârî, Hadith #: 1834

[39]۔ ابن حبان، ابو حاتم محمد بن حبان، صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، مؤسسۃ الرسالۃ، بیروت، 1993ء، باب ماجاء فی الطاعات وثوابھا، رقم الحدیث:361
Ibn Habban, Abû Hatim Muhammad bin Habbân, *Sahîh Ibn Habbân*, Muasisa al Risâla, Beirut، 1993، Hadith #: 361

[40]۔ ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ النمیری، بہجۃ المجالس وانس المجالس، تحقیق: محمد مرسی الخولی، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، س ن م، ج1، ص115
Ibn Abdul Bar, Abû Umar Yûsuf bin Abdullah, *Bihja al Majâlis wa Uns al Mjâlis*, (Beirut: Dâr al Kutub al Ilmîya) 1: 115

[41]۔ سنن الترمذی، باب ماجاء فی المبادرۃ بالعمل، رقم الحدیث:2306
Al Tirmizî, *Jami al Tirmizî*, Hadith #: 2306

[42]۔ سن الترمذی، باب ماجاء فی التبکیر بالتجارۃ، رقم الحدیث:1212
Al Tirmizî, *Jami al Tirmizî*, Hadith #: 1212